قسط نمبر 1

امام احمد بن حنبلؒ

عبدالرشید عراقی

امام احمد بن حنبلؒ کا شمار مشہور آئمہ حدیث میں ہوتا ہے۔ آپ ایک بلند پایہ محدث اور فقیہ تھے اور مذہب حنبلی کے بانی تھے ان کی کنیت ابو عبداللہ شیخ الاسلام اور امام السنۃ لقب تھا۔

۱۶۴ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ بغداد جسے امام احمد کے مولود و مدفن ہونے کا شرف حاصل ہے۔ خلافت عباسیہ میں علم وفن کا بہت بڑا مرکز تھا۔ امام ابو عبداللہ حاکم نے بغداد کو "مدینۃ العلم و موسم العلماء و الا فاضل" لکھا تھا۔ (۱)

خاندان

امام احمد بن حنبلؒ خالص عربی النسل تھے۔ ان کا خاندانی سلسلہ قبیلہ عدنان کی ایک شاخ بنی شیبان سے ملتاہے ۔ یہ خاندان اپنی شجاعت' دلیری اور غیرت و حمیت کیلئے بہت مشہور تھا۔ ان کے دادا حنبل بنی امیہ کے عہد میں سرخس کے گورنر اور والد محمد بن حنبل ایک بہادر سپاہی تھے۔ دنیوی وجاہت کی طرح علمی حیثیت سے بھی یہ خاندان بہت ممتاز تھا اور اس خاندان میں بے شمار صاحب علم و فضل' شعراء' ادباء' مورخ اور ماہرین انساب گزرے ہیں۔ (۲)

ابتدائی تعلیم

امام احمد بن حنبلؒ نے تعلیم کا آغاز بغداد ہی سے کیا۔ ۴ سال کی عمر میں پہلے قرآن مجید حفظ کیا اور سات سال کی عمر میں حدیث کی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے اور ۱۵ سال کی عمر میں باقاعدہ للاب و تکمیل میں مصروف ہو گئے بغداد میں آپ نے امام ابویوسف 'امام ابوحازم واسطیؒ اور دیگر محدثین بغداد سے استفادہ کیا۔ (۳)

رحلت سفر

بغداد میں اساتذہ سے استفادہ کے بعد امام احمد بن حنبلؒ نے دوسرے مشہور مراکز حدیث یعنی کوفہ، بصرہ، مکہ، مدینہ، یمن، شام اور جزیرہ کا رخ کیا۔ اور ہر جگہ کے آساطین فن اور ائمہ حدیث سے اکتساب فیض کیا۔ (۴)

اساتذہ

امام احمد بن حنبلؒ نے جب ہوش سنبھالا تو پہلے بغداد کے علماء وفضلا سے استفادہ کیا۔ ان میں امام ابو یوسف اور امام ابوحازم واسطی شامل ہیں ان کے بعد جن ائمہ محدثین سے امام احمد بن حنبلؒ نے اکتساب فیض کیا ان میں امام سفیان بن عیینہ، امام سلیمان بن داؤد طیالسی، امام عبدالرحمان بن مہدی، اما وکیع بن الجراح اور امام محمد بن ادریس شافعی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ (۵)

امام احمد کے اساتذہ میں سب سے زیادہ باکمال اور ممتاز شخصیت امام شافعی کی ہے امام احمد کے ان سے گہرے مراسم تھے۔ اس لئے آپ نے امام شافعی سے فقہ کے علاوہ حدیث و انساب کاعلم بھی حاصل کیا تھا امام شافعی جب تک بغداد میں قیام پذیر رہے۔ امام احمد ان کے حلقہ درس سے وابستہ رہے اورامام شافعی سے اجتہاد کے اصول سیکھے اور اس کا ملکہ اخذ کیا اور بالآخر وہ اس امت کے نامور حجیت دین میں ہوئے۔ ان کی فقہ ابھی تک عالم اسلام میں زندہ ہے۔ امام شافعی کو بھی اپنے لائق شاگرد سے بڑی محبت اور ان کے علم و فضل اور دیانت وتقوی پر بڑا اعتماد تھا۔ امام شافعی فرماتے ہیں :

خرجت من بغداد و ماخلفت بها اتقی ولا وافقه من احمد بن حبنل۔ (٦)

ترجمہ :۔ میں بغداد کو چھوڑ کر جار رہا ہوں اس حالت میں کہ وہاں احمد بن حنبلؒ سے بڑھ کر نہ کوئی متقی ہے اور نہ کوئی فقیہ۔

تلامذہ

امام احمد بن حنبلؒ کے تلامذہ و تصنیف کی تعداد بہت زیادہ ہے اور اس کا شمار ناممکن ہے مشہور تلامذہ میں امام عبدالرزاق بن ہمام، امام یحییٰ بن آدم، امام یحییٰ بن معین، امام علی بن عبداللہ مدینی اور صحاح ستہ کے مولفین میں امام محمد بن اسمٰعیل بخاری، امام مسلم اور امام ابوداؤد بلاواسطہ شاگرد ہیں اور امام ترمذی، امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی اور امام ابن ماجہ بالواسطہ شاگرد ہیں۔(۷)

مجلس درس

امام احمد حنبلؒ نے ۴۰ سال کی عمر میں حدیث کا درس دینا شروع کیا۔ یہ بھی ان کا کمال اتباع سنت تھا کہ انہوں نے عمر کے چالیسویں سال جو سن نبوت ہے علوم نبوت کی اشاعت شروع کی اہل قلم نے لکھا ہے کہ ان کی مجلس درس میں سامعین وطالبین کی تعداد پانچ ہزار سے زیادہ ہوتی تھی اور ان کی مجلس درس بڑی سنجیدہ اور باوقار ہوتی تھی۔ (۸)

علم و فضل

امام احمد بن حنبلؒ اپنے علم و فضل کے اعتبار سے صاحب کمال تھے۔ ان کے علمی تبحر، حفظ وضبط، عدالت وثقاہت، نقد و تمیز، قوت حافظہ کا آئمہ فن نے اعتراف کیا ہے امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے زیادہ صاحب علم و فضل اور متدین و متورع شخص کوئی نہیں دیکھا۔ امام یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ احمد بن حنبلؒ سے بہتر آدمی میری نظر سے نہیں گزرا، امام ابوعبیدہ فرماتے ہیں کہ حدیث وسنت میں نہ امام احمد بن حنبلؒ سے بڑا کوئی عالم ہے اور نہ علمائے اسلام میں ان کا کوئی مقابل۔ (۹)

امام احمد کی عدالت وثقاہت پر بھی ائمہ فن کا اتفاق ہے عجلی کا بیان ہے کہ وہ ثقہ و ثابت تھے۔ ابن سعد نے بھی ان کو ثقہ وثابت لکھا ہے امام نسائی اور

ابن حجر نے بھی ان کو ثقہ، معتمد اور متقن لکھا ہے:

امام احمد بن حنبل حدیث کی نقد و تمیز میں بھی صاحب کمال تھے اور اس فن میں انہیں پورا ملکہ حاصل تھا۔ امام ابوحاتم کا بیان ہے کہ امام احمد کو صحیح و سقیم روایات کی معرفت میں بہت بڑا کمال امتیاز حاصل تھا۔ امام ابوعبیدہ فرماتے ہیں کہ وہ حدیث و رجال میں سب سے زیادہ مہارت رکھتے تھے اور امام شافعی کو ان کی بصیرت پر اس قدر اعتماد تھا کہ وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی روایت تمہارے معیار پر صحیح ثابت اتر جائے تو مجھے بھی بتلا دو میں اس کو بے تکلف قبول کر لوں گا۔ (۱۱)

اخلاق و عادات

امام احمد بن حنبلؒ اخلاق و عادات میں بڑے باکمال تھے زہد و ورع، تقویٰ و طہارت، امانت و دیانت میں یکتائے روزگار تھے، نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ فتنہ خلق قرآن پر انکار پر جب ان کو کوڑے مارے گئے اور جسم لہولہان ہو گیا تو اس وقت بھی ابن سماعہ کی اقتداء میں نماز باجماعت ادا کی۔

نوافل بھی کثرت سے پڑھتے تھے اور تہجد کی نماز ساری عمر قضا نہیں کی تلاوت قرآن مجید اور دعا و استغفار سے بھی شغف تھا۔ صدقہ و خیرات میں بھی بے مثال تھے۔ حج بیت اللہ سے پانچ بار مشرف ہوئے اتباع سنت اور محبت رسول ﷺ میں عدیم النظیر تھے ان کی زندگی کا مشن ہی سنت کی تائید و حمایت اور بدعات کا ابطال تھا دنیا سے ہمیشہ بے رغبتی رہی اور جاہ و منصب سے بھی ہمیشہ گریز کیا آپ نے چار خلفاء کا دور دیکھا مامون الرشید، معتصم اور واثق نے آپ کو دولت سے مرعوب کرنا چاہا لیکن آپ نے ان تینوں خلفاء کی پیشکش کو ٹھکرا دیا مصائب و آلام برداشت کئے۔ لیکن ان کی پیشکش کو قبول نہ کیا متوکل نے آپ سے اچھا سلوک کیا لیکن اس کی بھی کسی پیشکش کو قبول نہیں کیا حافظ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ:

خلیفہ متوکل اپنے پیش راؤں (مامون، معتصم، واثق) کی غلطیوں کی تلافی کیلئے ہر وقت آپ کی دلجوئی کی فکر میں رہتا روزانہ قاصد بھیج کر خیریت دریافت کرتا۔ معاملات سلطنت اور مہمات امور میں مشورے طلب کرتا۔ مال اور دولت اور انعام اکرام سے مالا مال کرنا چاہتا مگر اس کا یہ التفات امام صاحب پر سخت بار ہوتا آپ رو کر فرماتے کہ زندگی بھر میں ان لوگوں کی آزمائشوں سے محفوظ رہا لیکن آخر عمر میں ان کے فتنوں سے دو چار ہوں اور یہ نوازشات کا معاملہ میرے لئے اس ابتلاء آزمائش (فتنہ خلق قرآن) سے بھی سخت اور شاق ہے۔ (۱۲)

تواضع و مسکنت میں بھی ان کی مثال نہیں ملتی۔ مسئلہ خلق قرآن میں ان کی ثابت قدمی کی وجہ سے تمام عالم اسلام ان کی شہرت سے معمور تھا۔ اور ہر طرف ان کی تعریف اور دعا کا غلغلہ تھا اور ہردم خائف رہتے اور ان کو اپنی طرف سے اطمینان نہیں تھا اور ان کو جو ذاتی کمالات اور اوصاف اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے تھے اس کی بناء پر کبھی اپنی عظمت کا احساس نہیں ہوا۔ امام یحییٰ بن معین جو ان کے ساتھی اور شاگرد تھے فرماتے ہیں "میں نے احمد بن حنبلؒ جیسا نہیں دیکھا میں ۵۰ برس ان کے ساتھ رہا انہوں نے کبھی ہمارے سامنے اپنی صلاح وخیر پر فخر نہیں کیا" (۱۳)

امام احمد حنبلؒ خود داری کے وصف سے بھی متصف تھے، احباب اور مخلصین سے کسی قسم کا انتفاح خود داری کے منافی سمجھتے تھے شرافت اور حسن خلق کا پیکر تھے طبیعت میں وقار تھا اس لئے عام لوگوں سے ملنا جلنا خواص کے یہاں آمد و رفت اور بازاروں میں چلنا پھرنا ناپسند نہیں تھا خلوت پسند بھی تھے، اژدہام اور ہنگامہ آرائی سے سخت نفرت تھی۔ طبیعت نظامت پسند تھی، گندگی سے سخت نفرت تھی لباس صاف ستھرا پہنتے تھے۔ امام صاحب کی ذریعہ آمدنی صرف آبائی جائیداد تھی جس کا ماہوار کرایہ صرف سترہ درہم تھا اسی پر گزارہ کرتے۔ اتنی حقیر آمدنی اہل و عیال کے لئے ناکافی تھی اس سے اکثر گھر میں آفاقہ

رہتا۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتے۔ غذاہیت سادہ اور معمولی تھی۔ (۱۴)

ابتلاء و آزمائش

عباسی خلفاء کے دور میں عجمی روح کی کارفرمائی اور یونانی فلسفہ و منطق کے اثرات نے عربوں کے سادہ مذاق اور طبیعت کو بدل دیا اور سہل دین حنیف پر عقیدہ رکھنے والے فلسفہ و کلام کے غیر ضروری مباحث میں الجھ کر مختلف گروہوں میں تقسیم ہوگئے اس میں فرقہ معتزلہ زیادہ مشہور ہے جس نے دین کی حفاظت خدمت کا کام بھی سرانجام دیا لیکن اس کے ساتھ نئے نئے اور بےبنیاد مسائل بھی پیدا کردیئے ان میں ایک عقیدہ خلق قرآن کا بھی تھا اور معتزلہ نے اس عقیدہ خلق قرآن کو کفر و ایمان کا معیار بنا دیا اتفاقا معتزلہ کو حکومت وقت کی سرپرستی حاصل ہوگئی ہارون الرشید کے عہد میں اس کو ماننے والے بہت کم لوگ تھے اور ہارون الرشید کے انتقال کے بعد مامون الرشید خلیفہ ہوا۔ تو وہ اس وقت مسئلہ کا بڑا پرجوش مبلغ اور داعی بن گیا مامون الرشید بڑا علم وادب نواز اور علماء و شعراء کا قدردان تھا اس کے برامکہ کی صحبت میسر آئی فلسفہ کے مطالعہ اور مختلف زبانوں کی تعلیم اور غیر قوموں کے علماء کی صحبت و مباشرت کے اثر سے عقل پرست اور آزاد خیال ہوگیا چنانچہ معتزلہ جو ہارون الرشید کے عہد میں اعلانیہ اپنے عقیدے کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ مامون الرشید کے عہد میں اعلانیہ اپنے عقیدے کا اظہار کرنے لگے اور رفتہ رفتہ اس کے دربار سے وابستہ ہوگئے مامون کی تائید اور سرپرستی نے معتزلہ کے اثرورسوخ کو بہت بڑھا دیا اور مامون الرشید مسئلہ خلق قرآن کا پرجوش مبلغ اور داعی بن گیا۔

جب اس مسئلہ نے زور پکڑا تو محدثین کرام جو اس عقیدہ کو قرآن مجید کی عظمت کے منافی سمجھتے تھے اس کی سخت مذمت کی چنانچہ ائمہ اور محدثین کی ایک جماعت اس کا مقابلہ کرنے کیلئے میدان عمل میں آگئی۔ جس کی قیادت امام احمد بن حنبلؒ کررہے تھے اور معتزلہ کی قیادت احمد بن ابی داؤد کے ہاتھ میں تھی یہ

شخص نہایت فاضل اور لائق شخص تھا اور مامون الرشید کا دست راست تھا چنانچہ اس نے مامون کو اس بات پر آمادہ کرلیا کہ وہ جبری ائمہ اور محدثین کو آمادہ کرے کہ قران مخلوق ہے۔ چنانچہ ۲۱۸ ھ میں مامون الرشید نے اعلان کردیا کہ جو لوگ خلق قرآن کا اقرار نہ کریں گے۔ انہیں سخت سزا دی جائے گی۔

چنانچہ ائمہ کرام اور محدثین عظام نے کھل کر اس کی مخالفت کی چنانچہ حکومت نے سختی شروع کردی اور محدثین کرام کو گرفتار کرنا شروع کردیا۔ چنانچہ جن ائمہ کرام کو گرفتار کیا گیا ان میں بشیر بن ولید' ابراہیم بن مہدی' علامہ موارہری' محمد بن نوح اور امام احمد بن حنبلؒ شامل تھے۔ مامون الرشید کو جب اس کی اطلاع ملی کہ ان محدثین کرام کو گرفتار کرلیا گیا ہے تو اس نے حکم بھیجا کہ بشیر بن ولید اور ابراہیم بن مہدی کو قتل کردیا جائے اور باقی تینوں کو پابہ زنجیر میرے پاس بھیج دیا جائے میں خود ان کی موت و حیات کا فیصلہ کروں گا چنانچہ جب بشیر بن ولید اور ابراہیم بن مہدی نے اپنے قتل کا اعلان سنا تو وہ فورا مامون الرشید کے ہمنوا ہوگئے۔ علامہ قواہری نے کسی قدر استقلال دکھایا مگر جب بیڑیاں پہنائی گئیں تو وہ بھی ہمت ہار گئے اور قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار کرلیا۔ اب صرف باقی احمد بن حنبلؒ اور محمد بن نوح رہ گئے جنہوں نے ثابت قدمی دکھائی اور ان کو پابند زنجیر کرکے مامون کے پاس بھیج دیا گیا اور یہ لوگ ابھی رستہ ہی میں تھے کہ انہیں اطلاع ملی کہ مامون کا انتقال ہوگیا ہے۔

ماموں الرشید کے انتقال کے بعد معتصم خلیفہ ہوا اور ماموں نے اس کو وصیت کی تھی کہ وہ سختی سے لوگوں سے عقیدہ خلق قرآن کا اقرار کرائے اوراحمد بن ابی داؤد کو اپنے دربار سے وابستہ رکھے اور جو لوگ عقیدہ خلق قرآن کا اقرار نہ کریں ان سے سختی کی جائے چنانچہ معتصم نے اس وصیت پر پورا پورا عمل کیا اور اس معاملہ میں مامون سے بھی زیادہ سخت ثابت ہوا۔

امام احمد بن حنبلؒ مامون کی وفات کے بعد طرطوس سے بغداد لائے گئے

راستہ میں ان کے رفیق محمد بن نوح کا انتقال ہوگیا امام صاحب نے ان کی تجہیز و تدفین کی اور ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے بعد امام احمد بن حنبلؒ اکیلے بغداد پہنچے اور آپ کو بھاری بیڑیاں پہنا کر جیل بھیج دیا گیا اور دوسرے دن آپ کو خلیفہ معتصم کے سامنے پیش کیا گیا وہاں بہت سے لوگوں نے آپ کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن امام احمد بن حنبلؒ کا ایک ہی جواب تھا کہ مجھے کتاب اللہ اور سنت نبیؐ سے کوئی ثبوت پیش کرو۔ تو میں تسلیم کرونگا ان دو چیزوں کے علاوہ میں اور کسی بات کا قائل نہیں اس کے بعد معتصم سے ایک گفتگو کی تو آپ نے معتصم کو بھی وہی جواب دیا کہ اگر اس کا ثبوت قرآن مجید اور سنت نبوی میں ہے تو اس کو میرے سامنے لاؤ۔ ان کے علاوہ میں کوئی دوسری بات تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوں اور میں اپنے اس دعویٰ میں ذرہ بھر تبدیلی نہیں کرسکتا(۱) اس کے بعد معتصم نے جلادوں کو حکم دیا کہ وہ کوڑے مارنے کیلئے سامنے آئیں تو اس وقت امام احمد فرماتے ہیں کہ میں نے معتصم سے کہا کہ رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

(۱۔ امام شافعی امام احمد حنبلؒ کے استاد تھے اور اس وقت مکہ میں مقیم تھے کہ خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت کی تو آپ ﷺ نے امام شافعی سے فرمایا احمد بن حنبلؒ کو میرا سلام پہنچا دو اور ان سے کہنا کہ عنقریب خلق قرآن کے مسئلہ میں تمہارا امتحان ہونے والا ہے تم ان لوگوں کی بات تسلیم نہ کرنا ہم تمہارا جھنڈا قیامت تک کیلئے بلند کردیں گے۔)

امام شافعی نے بذریعہ خط ایک قاصد کے ذریعہ یہ پیغام امام احمد بن حنبلؒ کو پہنچایا تو امام احمد یہ خط پڑھ کر رو دیئے اور قاصد کو اپنا کرتہ بطور انعام دیا۔ شذرات الذہب ج ۲ ص ۹۸)

بجز تین صورتوں کے کسی حال میں بھی کسی مسلمان کا جو لا الہ الا اللہ کا

اقرار کرتا ہو خون بہانا جائز نہیں۔

دوسری حدیث میں نے یہ پڑھی۔

مجھے لوگوں سے قتال کا حکم دیا گیا ہے تا آنکہ وہ لا الہ الا اللہ نہ کہہ دیں جب انہوں نے لاالہ الا اللہ کہہ دیا تو ان کا جان و مال محفوظ ہو گیا۔

مگر معتصم پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا اس نے جلاد کو کوڑے مارنے کا حکم دیا اور مجھے ۲۸ کوڑے مارے گئے اور ایک جلاد صرف ۲ کوڑے مارتا پھر دوسرا جلاد آجاتا اور میں ہر کوڑے کی ضرب پر یہ کہتا:

اعطونی شیامن کتاب اللہ و سنۃ رسولہ حتی اقول بہ۔

ترجمہ :۔ میرے سامنے اللہ کی کتاب یا اس کے رسول کی سنت سے کوئی دلیل پیش کرو تاکہ میں اس کو تسلیم کرلوں۔

اس کے بعد امام احمد کو ۲۸ ہفتے قید خانہ میں رکھا گیا اس کے بعد معتصم نے آپ کو رہا کرایا رہائی کے بعد امام صاحب سے اتنی سختی برتنے پر خلیفہ معتصم کو ندامت ہوئی اور اس نے امام صاحب کو طبی امداد بھی بہم پہنچائی جب امام صاحب صحت یاب ہو گئے تو معتصم بہت خوش ہوا۔

معتصم کے بعد واثق باللہ خلیفہ ہوا۔ یہ بھی اس مسئلہ میں بڑا سخت تھا اس نے بہت سے محدثین کرام سے سختیاں کیں' قید بھی کیا اور کئی ایک ائمہ کرام کو قتل بھی کرایا۔ لیکن امام احمد بن حنبلؒ سے کوئی سختی نہیں کی۔ البتہ ان کو جلا وطن کردیا۔

امام احمد اس کے زمانہ خلافت میں روپوش رہے جملہ و جماعت کیلئے بھی باہر نہ نکلتے تھے۔

امام احمد بن حنبلؒ کی بے نظیر ثابت قدمی اور استقامت سے یہ مسئلہ ہمیشہ کیلئے ختم ہوگیا اور امت اسلامیہ ایک بہت بڑے دینی خطرے سے محفوظ ہو گئی ان کی عالمگیر مقبولیت و محبوبیت اور عظمت اور امامت کا اصل راز دین کی حفاظت

کیلئے اپنے وقت کی سب سے بڑی بادشاہت کا تنہا مقابلہ ہے۔

امام علی بن مدینی جو مشہور محدث اور امام بخاری کے مایہ ناز استاد ہیں جنہوں نے اس فتنہ کی عام آشوبی دیکھی تھی فرماتے ہیں کہ:

ان اللہ اعز نعزالدین برحلین لیس لھما ثالث ابوبکر الصدیق یوم الردۃ و احمد بن حنبل یوم المحنہ۔

ترجمہ :۔ اللہ نے اس دین کے غلبہ و حفاظت کا کام دو شخصوں سے لیا۔ جن کا تیسرا ہمسر نظر نہیں آتا۔ ارتداد کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیقؓ اور فتنہ خلق قرآن کے سلسلہ میں امام احمد بن حنبلؒ۔

خلیفہ واثق کے انتقال کے بعد متوکل خلیفہ ہوا۔ اس نے ان تمام عقائد و خیالات کو جو کتاب و سنت کے خلاف تھے بالکل روک دیا اور امام احمد بن حنبلؒ کو ابتلاء و مصائب سے نجات دلائی اور یہ اعلان کردیا کہ قرآن مخلوق نہیں ہے چنانچہ معتزلہ کا زور قوت کا خاتمہ اور ان کا اثر کم ہوگیا فتنہ خلق قرآن ۱۶ سال رہا اور امام احمد نے ۲۸ ماہ قید و بند میں گزارے۔

امام احمد بن حنبلؒ کی استقامت و عزیمت کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ:

امام احمد کی ذات گرامی صبر و ابتلاء اور استقامت علی الحق کیلئے ضرب المثل ہے۔ تین جابر و قاہر بادشاہوں کے ظلم و استبداد اور غیر معمولی مشکلات و شدائد کے باوجود ان کی استقامت و عزیمت میں فرق نہ آیا اور وہ کتمان حق اور افضائے علم کے مرتکب ہوئے اور نہ رخصتوں اور تقیہ کا سہارا لیا بلکہ ہر حال میں انہوں نے اپنے آپ کو سنت نبوی اور آثار صحابہ سے وابستہ رکھا اور دین کی اشاعت اور بدعات کا استحصال کرتے رہے یہ وہ مخصوص فضل و کمال ہے جس میں امام صاحب کا کوئی معاصر صاحب علم ان کا شریک نہیں۔

امام سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ امام احمد کی اس عظیم الشان قربانی نے

اسلام کو ختم ہونے سے بچالیا۔

امام احمد کی اس استقامت وعزیمت کے سلسلہ میں بعض بزرگان دین نے ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے صبر واستقلال اور ان کی حق گوئی و بے باکی کی بناء پر اپنے خاص فضل وکرم سے نوازا۔ (۱۵)

وفات

امام احمد بن حنبلؒ ۹ روز شدید بخار میں مبتلا رہ کر ۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ھ کو ۷۷ سال کی عمر میں بغداد میں انتقال کیا ان کے جنازہ میں ۸ لاکھ افراد اور ۶۱ ہزار عورتیں شریک ہوئیں۔ گورنر بغداد محمد بن عبداللہ بن طاہر نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ (۱۶)

ازواج و اولاد

امام احمد بن حنبلؒ نے تین شادیاں کیں۔ پہلی بیوی عباسہ بنت فضل تھی جن سے ان کے بڑے صاجزادے صالح پیدا ہوئے۔ یہ حقیقت میں صالح تھے آخر عمر میں اصبہان کے قاضی مقرر کئے گئے ۲۶۶ھ میں انتقال کیا (۱۷)

عباسہ بنت فضل کے انتقال کے بعد ریحانہ سے شادی کی ان کے بطن سے عبداللہ پیدا ہوئے۔ انہی کے نام پر امام احمد کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ ان کو امام احمد کے علاوہ متعدد بار محدثین سے روایت کرنے کا شرف حاصل ہے اور امام احمد کی سب سے زیادہ روایات ان ہی کے واسطہ سے مروی ہیں۔ ۲۹۰ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ ریحانہ کے انتقال کے بعد امام احمد بن حنبلؒ نے ایک لونڈی خرید کر اس کو اپنے عقد میں داخل کر لیا اس کے بطن سے ۴ لڑکے حسن، حسین، محمد اور سعید اور ایک لڑکی سید زینب پیدا ہوئیں ان میں سعید بعد میں کوفہ کے گورنر بھی رہے۔ (۱۹)